التکریر ۔ والظاهر انه حيث كان المسح بالظفرين ان التقبيل لهما والله تعالٰی اعلم ۔

ان تمام عبارات میں کہیں تقبیل ابہامین پر نکیر ثابت نہیں ہوتی ' بلکہ استحباب کا پتہ الفاظ صریحہ متا ملتا ہے ۔ برخلاف اس کے صاحب فتاویٰ اشرفیہ عبارت شامی پر حاشیہ لکھ کر مباح (۲ ملاخطہ ہو) مان رہے ہیں' پھر اس مباح کو بھی بدعت ٹھہرا رہے ہیں ۔ اس تضاد و اشکال کو رفع فرما کر قاطع فیصلہ فرمایا جائے ۔

صاحب فتاوائے اشرفیہ عمل مانحن فیہ کو اپنے حاشیہ مذکورہ میں رفیہ مان کر دعوی کرتے ہیں والعوام يفعلونه باعتقاد الطاعة ۔ یہاں صرف اشکال یہ ہے کہ اعتقاد قلب سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس پر مفتی صاحب مذکور کو کس طرح اطلاع ہوئی ۔ درصورتی کہ ان کے نزدیک رسول علیہ الصلوۃ والسلام بھی باوصف اعلام مافی الصد در علوم غیبیہ سے بے خبر ہیں (معاذ اللہ) وہ بھی عامۂ مومنین کے دلی خیال اور اعتقاد سے اطلاع ہوئی' خواہ وہ ہند میں ہوں یا کابل میں ایران میں ہوں یا عرب شریف میں ہوں یا غرب میں حیث يقول والعوام يفعلونه باعتقاد الطاعة ۔ یہاں بعض الناس نے سخت فتنہ پیدا کر رکھا ہے ۔ مترصد کہ جلد تر جواب باصواب سے اعزاز بخشیں ۔ اجركم الله تعالٰی بجاه طه ويسين صلى الله تعالٰی علیه وعلى اله وصحبه اجمعين ۔ والحمد لله رب العالمين ۔

(مختار الصدیقی)

الجواب

اس مسئلہ کی تحقیق بالغ و تنقیح بازغ میں بائیس سال ہوئے فقیر نے کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۳۱۱ھ لکھی کہ بیس سال ہوئے بمبئی میں چھپ کر ملک میں مفت تقسیم ہوئی ۔ اب میرے پاس صرف ایک نسخہ باقی ہے کہ آپ جیسے علم دوست حق پرست کی اعانت کو بغرض ملاخط مرسل ۔ ایک ذاتی نسخہ بھی اور ہوتا تو ہدیۃً حاضر کر دیتا ۔ بعد

marfat.com

ملاحظ بیرنگ واپس فرمائیں۔ یہ رسالہ باذنہ تعالیٰ دربارہ حدیث وفقہ منکرین کے خیالات باطلہ عاطلہ کی بیخ کنی وصفرا شکنی کو بس ہے' لہٰذا ان سے زیادہ تعرض کی حاجت نہیں۔صرف بعض امور جہالات فتوائے مذکور کے متعلق اجمالاً گزارش۔وبــــــــاللہ التوفیق۔

(۱) دعوی یہ کہ اذان میں کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور اس پر دلیل شامی کی جراحی سے نقل کہ ان میں سے کوئی حدیث مرفوع درجہ صحت کو نہ پہنچی جو خود مشیر ہے کہ اس کی احادیث موقوفہ پر یہ حکم نہیں' ورنہ مرفوع کی تخصیص کیوں ہوتی۔عبارات کتب میں مفہوم مخالف بلاشبہ معتبر ہے۔اسی شامی طابع قسطنطنیہ جلد ۵۲۵ میں ہے فان مفاهيم الكتب حجة ولو مفهوم لقب على ماصرح به الا صوليون ۔ فیز جلد اول ۱۶۷ یفتی به عند السوال لان مفاهيم الكتب معتبرة كما تقدم۔ درمختار بیان سنن وضو میں نہر الفائق سے ہے مفاهيم الكتب حجة بخلاف مفاهيم اكثر النصوص احادیث موقوفہ کیا روایت نہیں۔لاجرم ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں کل مایروی فی هذا فلا يصح رفعه البتة لکھ کر فرمایا قلت واذا ثبت رفعه الى الصديق رضي الله تعالى عنه فيكفي للعمل به لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين یعنی اگرچہ اس بارہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں' مگر جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے تو اس پر عمل کے لیے کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ۔

(۲) صحیح کی نفی سے معتبر کی نفی جاننا فن حدیث سے جہالت پر مبنی۔کتب رجال میں ہزار جگہ ملے گا۔يعتبر به ولا يحتج به اور فضائل اعمال میں احادیث معتبرہ بالا جماع کافی' اگرچہ صحیح بلکہ حسن بھی نہ ہوں۔

(۳) فقہ میں روایت۔روایت فقہیہ بھی ہے۔بالفرض اگرچہ حدیث معتبر مطلقاً منفی تو اس سے روایت معتبرہ کی نفی یا جہل محض ہے یا نری غیر مقلدی ہے کہ بے ثبوت

Marfat.com

حدیث روایت فقہیہ معتبر نہ مانی۔

(۴) یہیں اسی شامی میں قہستانی دفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد سے صراحۃ اس کا استحباب منقول اور بصیغہ جزم بلاتعقب مذکور ومقبول تو شامی سے نسبت حدیث ایک کلام نقل کرلانا اور اسی عبارت میں شامی کے حکم مقرر فقہی کو چھوڑ جانا صریح خیانت ہے۔

(۵) پھر روایت فقہیہ قصداً بچا کر وہ سالبہ کلیہ کہ ''کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں''۔صاف اغوائے عوام ہے کیا کتب فقہ میں ہزار سے کم اس کے نظائر ملیں گے کہ حکم فقہی پر جو حدیث نقل کی' اس میں کلام کر دیا گیا' مگر اس سے روایت فقہی نامعتبر نہ ہوئی۔ ہاں وہی غیر مقلدی کی علت پیچھے ہو تو کیا علاج۔

(۶) اقامت میں کوئی ٹوٹی پھوٹی روایت موجود نہ ہونے پر شامی کا کلام نقل کیا کہ بعض نے قہستانی سے نقل کیا کہ انہوں نے اپنے نسخہ کے حاشیہ پر لکھا کہ دربارہ اقامت بعد تلاش کامل روایت نہ ملی اور انہیں شامی کا کلام نہ دیکھا کہ ایسی نقل نقل مجہول اور نقل مجہول محض نامقبول جلد دوم ۵۱۲ قول المعراج وروایت فی موضع الخ دای معزوا الی المبسوط لا یکفی فی النقل لجھالتہ۔وہاں بواسطہ مجہول ناقل امام قوام الدین کاکی شارح ہدایہ تھے' یہاں شامی وہاں منقول عنہ بالواسطہ امام شمس الائمہ سرخسی تھے یا خود محرر المذہب امام محمد اور یہاں قہستانی ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

جب وہ بوجہ جہالت واسطہ مقبول نہ ہوئی اس کی ہستی' مگر کیا کیجئے کہ
عقل بازار میں نہیں بکتی

(۷) لم یوجد اور ''موجود نہیں'' میں جو فرق ہے' عاقل پر مخفی نہیں مگر عقل بھی ہو یہ تو خالی نایافت کی نقل ہے کہ شہادۃ علی النفی سے زائد نہ ٹھہرے گی۔آکد الفاظ فتوے سے فتویٰ منقول ہوا اور بوجہ جہالت نامقبول ہوا' انہیں علامہ شامی کا کلام سنیے عقود الدریہ ۱۰۹۲ نقل الزیلعی ان الفتوی علی قولھما قال الشیخ قاسم فی تصیحہ مانقلہ الزیلعی شاذ لجھول۔

درمختار میں ہے: علیہ الفتوی زیلعی وبحر معزیاً للمغنی لکن دواہ

Marfat.com

العلامة قاسم فی تصحیه بان ما فی المغنی شاذ لجهول القائل فلا یعول علیه شامی نے اسے مقرر رکھا۔

(۸) اس پر یہ ادعا کہ اسی واسطے فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا ہے صریح کذب ہے۔

(۹) اس پر کہنا کہ یہ عبارت شامی کی ہے بکف چراغی ہے۔ شامی میں قہستانی سے بنقل مجہول یہ منقول کہ اس کی روایت نہ ملی۔ اگر بفرض غلط یہ نقل مجہول ہو اور عدم وجدان روایت عدم وجود روایت بھی ہو تو نفی روایت روایتِ نفی نہیں۔ ھذا کا اشارہ جانب نقل ہے نہ جانب حکم فقہاء نے بالکل انکار کیا کس گھر سے لائے۔

(۱۰) اینہم بر علم تو غایت درجہ یہ قہستانی کا اپنا انکار ہوگا نہ کہ وہ فقہا سے کوئی قول نقل کر رہے ہیں اور قہستانی کا بایں معنی فقہاء میں شمار کہ ان کا اپنا قول بلانقل مسلم ہو یقیناً باطل ہے، بلکہ نقل میں بھی ان کی وہ حالت جو خود یہی علامہ شامی عقود الدریہ ج ۲-۲۹۷ میں بتاتے ہیں کہ القهستانی کجارف سیل وحاطب لیل خصوصا واسناده الی کتب الزاهدی المعتزلی اور کشف الظنون حرف النون میں علامہ عصام اسفرائنی کا قول نہ دیکھنا کہ اس ادعائے باطل کی لگی نہ رکھے گا اور بالکل کشف ظنون بلکہ علاج جنون کر دے گا۔ ہم نے پتا بتا دیا نہ ملے تو پیش بھی کر دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۱) یہ بھی سہی تو کیسا ظلم شدید تعصب عنید ہے کہ مسئلہ اقامت میں قہستانی کا اپنا قول بلانقل بلکہ صرف روایت نہ پانا سند میں پیش کیا جائے اور اسے انہیں ایک فقیہ نہیں۔ بلکہ فقہاء کا انکار ٹھہرا دیا جائے اور یہیں یہیں مسئلہ اذان میں جو یہی قہستانی خاص روایت فقہی نقل فرما کر حکم استحباب بتا رہے ہیں۔ وہ مردود نا معتبر قرار پائے۔ غرض بڑی امام اپنی ہوائے نفس ہے وبس۔

(۱۲) ''اقامت میں اذان سے بھی زیادہ بدعت و بے اصل ہے'' یعنی بدعت بے اصل اذان میں بھی ہے۔ یہ وہی مرض غیر مقلدی ہے کہ فقہا اگرچہ صراحۃً مستحب

Marfat.com

فرمائیں، مگران کا قول مردود اور بدعت مذمومہ ہونا غیر مسدود۔

(۱۳) نہیں نہیں نری غیر مقلدی نہیں، بلکہ اجماع امت کا رد اور غیر سبیل المومنین کا اتباع بد ہے جس پر قرآن عظیم میں نصله جهنم وساء ت مصیرا کی وعید مؤکد ہے۔ احادیث یہاں قطعا مروی مرفوع بھی اور غایت ان کا ضعف جس کا بیان "منیر العین" میں ہے جس سے حق کی آنکھیں پر نور اور باطل کی ظلمتیں دور، بلکہ خود اسی قدر عبارت کہ منکر نے نقل کی مصنف کو کافی کہ اس میں صرف لایصح کہا اور وہ بھی فقط احادیث مرفوعہ اگر سب کو کہتے جب بھی نفی صحت سے غایت درجہ اتنا معلوم ہوتا کہ ضعیف ہیں۔ پھر ضعیف تعدد طرق سے حسن ہو جاتی اور مسائل حلال وحرام میں بھی حجت قرار پاتی ہے اور نہ بھی سہی تو یہ قطعاً باب فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول اور مخالف اجماع مردود ومخذول۔ اربعین امام ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں: **قد اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف فى فضائل الا عمال۔**

(۱۴) اجماع امت کا خلاف وہاں دشوار نہ تھا مصیبت یہ ہے کہ جمہور وہابیہ کی بھی مخالفت ہوئی کہ تخصیص عدم با حادیث مرفوعہ نے صحت موقوف بتائی۔ ملا علی قاری کی عبارت گزری تو قرون ثلثہ میں اصل تحقق ہوئی۔ پھر بدعت و بے اصل کہنا اصول وہابیت پر بھی چھری پھیرنا ہے۔

(۱۵) وہابیت بجہنم سخت تر آفت یہ ہے کہ دیو بندیت کے امام اعظم جناب گنگوہی صاحب سے چل گئی اور وہ بھی بہت بری طرح کہ ان کی سنت، ان کی بدعت، ان کی ہدایت، ان ضلالت۔ یہ فاعل کو بدعتی گمراہ ٹھہرائیں۔ وہ ان کو منکر سنت ضال بدراہ بتائیں۔ پھر یہ کیا انہیں چھوڑے دیتے ہیں، یہ کہیں گے کہ وہ بدعت ضلالت کو سنت بتا کر سخت گمراہ بے دین ہوئے كفى الله المومنين القتال ۔اس کا مفصل بیان "منیر العین" افادہ ۳۰ میں ملاحظہ ہو مجمل یہ کہ یہ احادیث تقبیل گنگوہی صاحب کے نزدیک بھی فضائل اعمال کی ہیں کہ اس پر ترغیب وثواب ان میں مذکور ہے۔ مسند الفردوس کی حدیث میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انہوں نے اذان میں نام سن کر

Marfat.com

انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی . جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔

جامع الرموز و کنز العباد وغیرہما میں ہے:

فانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یکون له قائدا الی لجنة . جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔

اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے کہ جو ایسا کرے کبھی اندھا نہ ہوگا نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں۔ یہ کیا فضیلت و ترغیب نہیں۔ بہرحال یہ حدیثیں فضائل اعمال کی ہیں اور گنگوہی صاحب براہین قاطعہ طبع دوم ۹۲ میں فرماتے ہیں: ”سب کا مدعا یہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے۔“ ظاہر ہے کہ درست یہاں بمعنی جائز ہی ہے۔ خصوصاً جبکہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثبوت لیں جیسا کہ عبارت مولانا علی قاری میں گزار۔ جب تو اس مسئلہ قبول ضعاف کی بھی حاجت نہ ہوگی کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید کا خود احادیث صحیحہ میں حکم فرمایا۔ حدیث خلفاء کلام علی قاری میں گزری۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر (ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد والئی امت ہوں گے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

رواہ احمد والترمذی وحسة وابن ماجة والرویانی والحاکم وصححه وابن حبان فی صحیحه عن حذیفة والترمذی والحاکم عن النبی ابن مسعود وابن عدی عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنهم عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

بلکہ تقلید عام صحابہ ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ کا مذہب ہے بلکہ وہابیہ کے نزدیک تین قرن تک حکم تقلید بلکہ منصب تشریع جدید ہے کما بیناہ کتبنا فی الردعلیهم ۔ بہرحال اس عمل کی دلیل جواز قرون ثلثہ میں متحقق ہوئی اور گنگوہی صاحب

Marfat.com

۲۸ میں کہتے ہیں ''جس کے جواز کی دلیل قرون ثلٰثہ میں ہو وہ سب سنت ہے۔'' تو روشن ہوا کہ جناب گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ منکر سنت پر لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ستة لعنتهم لعنهم الله و کل بنی مجاب (الیٰ قوله) والتارك لسنتی رواه الترمذی عن ام المومنین والحاکم عنها وعن علی واطبرانی بلفظ سبعة لعنتهم وکل بنی مجاب عن عمروبن شغوی رضی الله تعالیٰ عنهم بسند حسن۔

کچھ لوگ ہیں جن پر میں نے لعنت کی' اللہ ان پر لعنت کرے اور نبی کی دعا قبول ہے۔ ازاں جملہ ایک وہ کہ میری سنت کا منکر ہو۔ اب صاحب فتاویٰ اشرفیہ اپنا حکم گنگوہی صاحب سے دریافت کریں یا گنگوہی صاحب کے حق میں خود کوئی حکم فرمائیں۔

(۱۶) اب اقامت کی طرف چلیے شامی سے بحوالہ مجہول قہستانی کا روایت نہ پانا تو نقل کرلائے اور سا سے یہ نتیجہ دیا کہ فقہاء نے اس کا بالک انکار کیا' حالانکہ فقہائے کرام کا مسلک وہ ہے جو امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر ۱۴ میں فرمایا: عدم النقل لا ینقی الوجود۔

(۱۷) عدم نقل کو نقل عدم ٹھہرانے کا رد خود اسی شامی میں جا بجا موجود ازاں جملہ جلد اول ۶۰ میں بعد ذکر احادیث فرمایا: قال العلماء هذه الا حادیث من قواعد الاسلام وهو ان کل من ابتدع شیئا من الخیر کان له مثل اجر کل من یعمل به الی یوم القیمة۔

یعنی علمائے کرام نے فرمایا کہ یہ حدیثیں دین اسلام کے قواعد سے ہیں۔ ان سے یہ قاعدہ ثابت ہوا کہ جو شخص کوئی اچھا کام نیا نکالے کہ پہلے نہ تھا۔ قیامت تک جتنے مسلمان اس پر عمل کریں سب کے برابر ثواب اس ایجاد کرنے والے کو ہوا۔

(۱۸) بدعت و بے اصل کی بھی حقیقت سن لیجئے۔ فتح اللہ المعین جلد ۳-۴۰۲

لاصل لها لا یقتضی الکراهة ولذا   یعنی بے اصل ہونے سے مکروہ ہونا لازم

Marfat.com

قال فی الدر ماقیل انها بدعة ای مباحة حسنة۔

نہیں آتا' اسی لیے (درمختار میں) فرمایا کہ اسے جو بدعت کہا گیا اس کے معنی یہ ہیں کہ نو پیدا جائز اچھی بات ہے۔

(۱۹) فرض کردم کہ اس سے بوجہ عدم نقل انکار مطلق ہی مقصور ہو تو بحال عدم نقل احکام فقہا جن کا نمونہ ہم نے ذکر کیا' اس کے معارض ہوں گے اور ترجیح وتوفیق وتوجیہ وتحقیق کہ ہمارے رسائل ردوہابیہ میں ہے' اس کی مونت جناب گنگوہی صاحب نے کم کردی اور منکرین کو کسی عبارت خلاف سے شبہ ڈالنے کی گنجائش نہ رکھی کہ اس سے غایت درجہ مسئلہ عدم نقل میں اختلاف ثابت ہوگا اور گنگوہی صاحب براہین ۱۳۷ میں فرماتے ہیں: ''اس کی کراہت مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلاضرورت جائز ہو جاتا ہے۔'' یہ وہاں کہی اور پوری غیر مقلدی بلکہ بہوائے نفس اتباع رخص حلال کر دینے کی داد دی ہے جہاں ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہے تو جہاں خود علمائے حنفیہ کے قول دونوں طرف ہوں وہ تو بدرجہ اولیٰ بلاضرورت مطلقاً جائز رہے گا اور منکر کہ قول خلاف سے سند لائے احمق کج فہم ٹھہرے گا۔

(۲۰) نہیں نہیں فقط جائز نہیں' بلکہ گنگوہی صاحب کے دھرم میں وقت اقامت بھی تقبیل مذکور سنت اور تھانوی صاحب کا اس پر انکار گمراہی وضلالت اور بحکم حدیث موجب لعنت ہے۔ علماء فرماتے ہیں اقامت احکام میں مثل اذان ہے سوا مستثنیات کے۔ بلکہ ہدایہ میں ہے: یروی انه لاتکره الا قامة اصا لانها احدی الا ذانین اور عندالتحقیق تنقیح مناط انتفائے خصوص کرے گی' تو اس کی دلیل جواز بھی متحقق ہوئی اور سنت ٹھہری۔ گنگوہی صاحب کے نزدیک تو سنت ہونے کے لیے اشرف علی کی جنس بھی قرون ثلثہ میں موجود ہونے کی حاجت نہیں یہاں تو اس کی جنس یعنی تقبیل اذان خود موجود ہے۔ گنگوہی ۲۸ میں ہے: ''جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔'' یہ اس چار سطری تحریر پر تلك عشرون کاملة ہیں وہ

Marfat.com

بھی بنہایت اختصار۔ اب ڈیڑھ سطری منہیہ کی طرف چلیے وباللہ التوفیق۔

(۲۱) علمائے کرام نے کہ نفی صحت میں مرفوع کی تخصیص فرمائی بکمال حیا اس کا مطلب یہ گڑھا کہ اس بارہ میں حدیث موقوف اگرچہ منقول ہے، مگر ضعیف الاسناد ہے۔ کیا علماء نے یہ فرمایا تھا کہ اس بارہ میں حدیث مرفوع کوئی منقول ہی نہیں یا یہ فرمایا تھا کہ جو منقول ہے ضعیف نہیں، بلکہ صحیح ہے یا یہ فرمایا تھا کہ ضعیف بھی نہیں، بلکہ موضوع ہے۔ انہیں تین صورتوں میں اس اختراعی مطلب پر مرفوع وموقوف کا تفرقہ اور تخصیص کا فائدہ صحیح رہتا، مگر ہر ذرا سے فہم والا بھی دیکھ رہا ہے کہ یہ بہر وجہ علماء پر افترا ہے۔ علماء نے یہی بتایا ہے کہ اس بارہ میں احادیث مرفوعہ اگرچہ منقول ہیں، مگر درجہ صحت پر نہیں، بلکہ ضعیف ہیں۔ یہی اس بے معنی منہیہ نے حدیث موقوف میں کہا تو فرق کیا رہا۔ صراحۃ تخصیص مرفوع باطل کرنے کو تخصیص مرفوع کا مطلب ٹھہرانا جنون نہیں تو شدید مکاری ڈھٹائی ہے مکاری نہیں تو سخت جنون وبے عقلی ہے۔

(۲۲) بفرض باطل یہی مطلب سہی، مگر یوں بھی کال نہ کٹا۔ امام الطائفہ گنگوہی صاحب ایمان لاچکے کہ یہاں مقبول ہے اگرچہ ضعیف حدیث اور طائفہ بھر کا دھرم قرون کی شلیث۔ پھر حدیث موقوف وضعیف موجود مان کر بدعت وبے اصل کہنا کیسا قول خبیث۔

(۲۳) ایک بھاری دیانت یہ دکھائی کہ حدیث سے اس عمل کا طاعت ہونا نہیں نکلتا، بلکہ رمد سے بچنے کا ایک منتر ہے۔ الحق حیا وایمان متلازم ہیں۔ یہ اعتراض اگر چل سکتا تو نہ موقوف وضعیف، بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح اگر صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہوتا، اسے بھی اڑا دیتا حدیثوں میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اسے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور منہیہ کہتا ہے کہ یہ کوئی طاعت ہی نہیں۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا کہ جس پر یہ عظیم وجلیل ثواب موعود ہوں۔ وہ سرے سے طاعت ہی نہیں، ایک منتر ہے۔

(۲۴) حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے، یوں پڑھے:۔

Marfat.com

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبیا حدیث حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے' یوں کہے:

مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسی طرح حدیث سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے۔ چوتھی روایت میں ہے یوں کہے: صلی اللہ تعالٰی علیک یارسول اللہ قرۃ عینی بک یارسول اللہ اللھم متعنی بالسمع والبصر ۔ پانچوں میں ہے درود پڑھے چھٹی میں ہے یوں کہے: صلی اللہ تعالٰی علیک یاسیدی یارسول اللہ یاحبیب قلبی ویانور بصری ویا قرۃ عینی ۔ساتویں میں ہے یوں کہے: اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونورھما۔

منہیہ کے نزدیک یہ اللہ اور رسول کے ذکر نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود۔ اللہ عزوجل سے دعا کچھ طاعت ہی نہیں' حالانکہ ذکر ہی روح طاعت ہے اور دعا مغز عبادت اور درود کو مسلمان ایمان کا چین' چین کا ایمان جانتے ہیں' اگرچہ منہیہ منتر مانے:

(۲۵) اس عمل مبارک کے فوائد میں ایک فائدہ جو یہ فرمایا گیا کہ جو ایسا کرے گا۔ اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی نہ کبھی اندھا ہو۔ اس جرم پر وہ ذکر الٰہی و درود دعا سب طاعت سے خارج ہو کر ردکا منتر رہ گئے۔ نام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس عداوت کی کوئی حد ہے' صدہا حدیثیں ہیں جن میں تلاوت قرآن عظیم وتسبیح وتہلیل وحمد وتکبیر ولاحول وغیرہا اذکار جلیلہ پر منافع جسمانیہ ودنیاویہ ارشاد ہوئے ہیں جسے شوق ہو صحاح ستہ وترغیب وترہیب امام منذری وجوامع امام جلیل امام سیوطی وحصن حصین امام جزری وغیرہا کتب حدیث مطالعہ کرے۔ منہیہ کے دھرم میں یہ اسلامی ایمانی کلمے اور خود قرآن عظیم سب منتر ہیں جنہیں طاعت سے کچھ علاقہ نہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

(۲۶) اللہ ورسول جل وجلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر حکیم سے بڑھ کر حکیم ہیں۔

Marfat.com

ان کی رعایا میں ہر قسم کے لوگ ہیں، ایک وہ عالی ہمت کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ ورسول کے لیے یاد کریں۔ اپنی کوئی منفعت دنیوی تو دنیوی اخروی بھی مقصود نہ رکھیں۔ یہ خالص مخلص بندے ہیں جن کی بندگی میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہیں۔ ان کے لیے وصل ذات ہے جن کو فرمایا: والذین جاھدوا فینا لنھدنیھم سبلنا۔ دوسرے وہ جن کو کسی طمع کی چاشنی ابھارے، مگر نفع فانی کے گرویدہ نہیں۔ باقی کی تلاش ہے قرآن وحدیث میں نعیم جنت کے بیان ان کی نظیر سے ہیں جن کو فرمایا: ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ تیسرے وہ جن کو نفع عاجل کی امید دلانا زیادہ مئوید ہے جن کو فرمایا:

استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا اور فرمایا قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا وسافروا تستغنوا وفی حدیث حجوا تستغنوا۔ (جہاد کرو غنیمت پاؤ گے اور روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے اور حج کرو، غنی ہو جاؤ گے)

روی الاول الطبرانی فی الاوسط بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والاخر عبدالرزاق عن صفوان بن سلیم مرسلا ووصلہ فی مسند الفردوس۔ چوتھے وہ پست فطرت دون ہمت کہ امید نفع پر بھی نہ سرکیں جب تک تازیانہ کا ڈر نہ دلائیں۔ قرآن وحدیث میں عذاب نار کے بیان ان کی نظر سے ہیں جن کو فرمایا: ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطنا فھو لہ قرین وانھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون حتی اذا جاء نا قال یلیت بینی وبینک بعد المشرقین فبئس القرین ولن ینفعکم الیوم اذ ظلمتم انکم فی العذاب مشترکون۔

اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من لم یدع غضب علیہ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابی ھریرۃ وبلفظ من لم یسئال اللہ یغضب علیہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار

Marfat.com

وابن حبان والحاکم وصححاہ وللعسکری عنه رضی اللہ تعالٰی عنه فی المواعظ بسند حسن عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال قال اللہ تعالٰی من لابد عونی اغضب علیه اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلٰی اٰله وصحبه وابنه وجزبه ابدا امین صاحب منہیہ اللہ عزوجل کی حکمتوں کو باطل کرتا اور طاعت کوصرف قسم اول میں مخصر کرنا چاہتا اور حدیث وقرآن کے تمام اذکار جنت ونار وترغیب وترہیب کولغو وفضول بلکہ اغوا واضلال بتاتا ہے کہ بندوں کومقصود سے دور کر کے منتر جنتر میں لاڈالا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

(۲۷) عوام پر غیظ ہے کہ وہ یہ ذکر خدا ورسول جل وعلا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باعتقاد طاعت کرتے ہیں۔ الحمدللہ! مسلمانوں کے عوام آپ جیسے خواص سے عقل وفہم وفضل وعلم میں بدر جہازائد ہیں۔ وہ اپنے ربّ عزوجل کے ذکر ودعا اور اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذکر ومحبت وتعظیم وتوسل کو طاعت نہ جانیں تو کیا آپ کی طرح ذکر وتعظیم مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح توہینوں کو عبادت مانیں۔ وہ رمدچشم کا عمل ہی سہی۔ فرض کیجئے ایک دیو بندی اپنی آنکھوں کے علاج کو جالینوس کا شیاف یا ابن سینا کی سلائی لگاتا ہےاور ایک مسلمان سورہ فاتحہ وآیۃ الکرسی واسم الٰہی نور وصلاۃ نور سے علاج کرتا ہے۔ آپ کے دھرم میں دونوں برابر ہیں کہ ایک فعل مباح کررہے ہیں طاعت نہ یہ نہ وہ۔ مگر مسلمان جانتے ہیں کہ کہاں جالینوس وابن سینا پر بھروسا اور کہاں کلام اللہ نور وہدی وشفا واسمائے الہیہ سے توسل ولتجا یہ ضرور طاعت اور اس کے حسن ایمان کی علامت ہے ولکن النجدیه لایعلمون بات یہ ہے کہ وعیدون یا جسمانی دنیاوی بلکہ اخروی منفعتوں ثوابوں کے وعدوں سے حاشا یہ مراد خدا اور رسول نہیں (جل وعلا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کہ ان وعیدوں سے بچنا یا ان منافع کا ملنا ہی مقصود بالذات بنا کر اسی غرض ونیت سے ذکر خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرو کہ یہ تو قلب موضوع وعکس مقصود ہے جو عبادت جنت کی نیت سے کرے کہ وہی اس کی مقصود بالذات ہو ہرگز عابد خدانہیں عابد جنت ہے۔ تورات مقدس سے منقول

Marfat.com

ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو بہشت کی طمع یا دوزخ کے ڈر سے میری عبادت کرے۔
کیا اگر میں جنت و نار نہ بناتا مستحق عبادت نہ ہوتا' بلکہ اس سے مراد صرف ابھارنا ہے
کہ اس طمع و خوف کے لحاظ سے عمل لوجہ اللہ کریں مضرت سے بچنا یا منفعت جسمانی خواہ
روحانی دنیوی خواہ اخروی کا ملنا مقصود بالعرض ہو جیسے حج میں تجارت جہاد میں غنیمت۔
روزے میں صحت' نماز میں کسرت۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے عوام اپنے رب کی مراد
سمجھے اور اس عمل میں بھی وہی ان کا مقصود ہوا کہ اپنے رب جل وعلا اور اپنے نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس
پر براہ محبت و تعظیم بوسہ دیتے ہیں اور یہ سب قطعاً طاعت و مراد شریعت ہے۔ اس کی
برکت اس کے طفیل اس کے صدقے سے ہمیں یہ جسمانی فائدہ بھی ملے گا کہ آنکھیں نہ
دکھیں گی' اندھے نہ ہوں گے۔ یہ عین وہی نیت ہے جو شارع کو ایسے وعدوں میں مقصود
ہوتی ہے' مگر خائب و خاسر احمق و غادر وہ کہ ایسے وعدوں پر پھول کر اصل مقصود خدا اور
رسول کو بھول جائے اور ان کے ذکر و تعظیم و محبت کو زا منتر بتائے **نسوا اللہ فانسھم
انفسھم ۔ والعیاذباللہ رب العلمین۔**

(۲۸) غنیمت ہے کہ مد کا منتر مان کر منتر کے نام سے وہ محض بوجہ عدم روایت یا
ضعف مروی بدعت بدعت کا بھوت تواتر اور یہ عمل مباح ٹھہرا اور نہ عدم ورود پر بدعت
و بے اصل ہونے جو معنی آپ حضرات کے یہاں ہیں' ان کا مصداق کسی طرح مباح
نہیں ہو سکتا اگرچہ اعتقاد طاعت نہ ہو۔

(۲۹) یہ تو اوپر گزرا کہ اسی فعل کو اذان میں ہو خواہ اقامت میں محض جاننا شریعت
گنگوہیہ کے بالکل خلاف ہے کہ اس میں یہ عمل سنت ہے تو عوام ہی ٹھیک سمجھے اور
طاعت کے طاعت اعتقاد کرنے کو بدعت بتا کر تمہیں بدعتی بدمذہب ہوئے۔ اگرچہ
دیوبندیت کی معراج ترقی فی المروق من الدین کے بعد بدعت کی کیا گنتی

ماعلیٰ مثلہٗ بعد الخطاء

مگر یہاں یہ گزارش ہے کہ مباح بمعنی شامل فرض جس طرح امکان عام شامل

Marfat.com

وجوب ہے قطعاً یہاں مرادنہیں' ورنہ فرض کو بھی طاعت سمجھنا گمراہی و بدعت ہو لا جرم مباح بمعنی مساوی الطرفین نظیر امکان خاص مراد ہے یعنی وہ فعل کہ نہ محمود نہ مذموم۔ آپ نے اسے رمدچشم کا منتر بنا کر ایسا ہی مباح سمجھا اور یہ شریعت گنگوہیہ سے کفر ہے۔ عالی جناب گنگوہی صاحب کے دھرم میں کوئی فعل ایسا مباح نہیں۔ اس صفحہ ۲۸ پر بولتے ہیں: ''جس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو خواہ وہ جزیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا' وہ سب سنت ہے اور جس کے جواز کے دلیل نہیں' خواہ وہ ان قرون میں بوجود خارجی ہوا یا نہ ہوا' وہ سب بدعت ضلالت ہے۔''

ظاہر ہے کہ کوئی فعل ہو یا اس کے جواز کی دلیل قرون ثلثہ میں ہو گی یا نہیں۔ تیسری شق ناممکن ہے یہ حصر عقلی دائر بین النفی والاثبات ہے اور گنگوہی صاحب دو کلیہ دے گئے کہ شق اول کے سب سنت ہیں اور شق دوم کے سب ضلالت۔ اب وہ کونسا رہا کہ دونوں سے خارج ہو کر نرا مباح ہو' بلکہ نہ ایک مباح کہ مکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ ومستحب۔ یہ سب احکام شرعیہ یکسر اڑ گئے۔ یہ ہے وہ گنگوہی شریعت کا تازہ جوہر جس پر ۲۹ میں یہ ناز ہیں کہ ''اس قاعدہ کو خوب غور کرنا اور سمجھ لینا ضروری ہے اس عاجز کو اپنے اساتذہ جہابذہ کی توجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس جوہر کو اس کتاب میں ضرورۃ رکھتا ہوں۔ '' کیا نفیس جوہر ہے کہ ادھر تو شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آدھے احکام اڑ گئے۔ ادھر آدھی وہابیت اپنا جوہر کر گئی جس کا بیان ''منیر العین'' افادہ مذکورہ میں ہے۔'' منیر العین'' نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ پھر بھی متنبہ نہ ہوا اور کیوں ہوتا کہ حضور اقدس عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث صحیح بخاری شریف میں فرما چکے ہیں: ثم لا یعودون۔

مباح کا اعتقاد طاعت سے بدعت ہو جانا اگر اس سے یہ مراد کہ جو شئے مباح محض ہے جس کے فعل و ترک شرعاً دونوں مساوی اسے فی نفسہ مامور بہ ومطلوب شرع اعتقاد کرنا اسے بدعت کر دیتا ہے تو منہیہ والے کے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ فصل مساوی الطرفین ہے اور عام عوام فی نفسہ اس کو مامور بہ یا مقلوب من جہتہ الشرع اعتقاد کرتے

Marfat.com

ہیں۔ اب یہاں وہ علم غیب کا مسئلہ جانگزائے اہل منہیہ ہوگا جو ہمارے سائل فاضل سلمہ نے ایراد کیا اور اگر یہ مراد کہ مباح کو بہ نیت قربت کرنا اسے بدعت کر دیتا ہے' تو شریعت مطہرہ پر محض افترا ہے' بلکہ مباح کو بہ نیت قربت کرنا اسے قربت کر دیتا ہے اور ہر قربت طاعت ہے' تو اس میں اعتقاد طاعت ضرور حق اور اسے بدعت بتانا جہل مطلق۔ اشباہ والنظائر وردالمحتار میں ہے: اما المباحات فتختلف صفتها باعتبار ماقصدت لاجله فاذاقصدبه التقوىٰ على الطاعات او التوصل اليها كانت عبادة ۔ غمزالعیون میں ہے: كل قربة طاعة ولا تنعكس یہ اس ڈیڑھ سطری منہیہ پر تلك عشرة كاملة ہیں۔

بالجملہ

منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ادعائے بے دلیل سے بدتر کوئی شے ذلیل نہیں۔ دربارۂ اذان تو احادیث وارد اور اس کا استحباب کتب فقہ میں مصرح۔ تو انکار نہیں' مگر جہل مبین اور دربارۂ اقامت اگر ورود نہیں' کہیں منع بھی نہیں اور بے منع شرعی منع کرنا ظلم مہین۔ ادنی درجہ منع کراہت ہے اور کراہت کے لیے دلیل خاص کی حاجت ہے اور بے دلیل شرعی ادعائے منع شریعت پر افترا وتہمت ہے۔

ردالمحتار جلد۱ صفحہ ۶۸۳ لا يلزم منه انى كون مكروها الا بنهي خاص لان الكراهة حكم شرعي فلا بدله من دليل۔ بحرالرائق جلد۲-۱۷۶ الا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذلابد لها من دليل خاص۔

وہابیہ کی جہالت کہ جواز کے لیے درود خاص مانگیں اور منع کے لیے دلیل خاص کی کچھ حاجت نہ جانیں۔ اس الٹی سمجھ کا کیا ٹھکانا۔ مگر علت وہی شریعت مطہرہ پر افترا اٹھانا ردالمحتار جلد۵-۴۵۵ ليس الا حتياط فى الا فتراء على الله تعالىٰ باثبات الحرمة او الكراهة الذين لا بدلهما من دليل بل فى القول بالا باحة التى هى الاصل۔

ظاہر ہے کہ نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا عرفاً دلیل تعظیم ومحبت

Marfat.com

ہے اور امور ادب میں قطعاً عرف کا اعتبار۔ امام محقق علی الا طلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: یحال علی المعهود حال قصد التعظیم اور تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً مامور بہ۔ قال اللہ تعالی لتؤمنوا باللہ ورسوله وتعزروه وتوقروه۔ اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا۔ جب تک کسی خاص فرد سے منع شرعی نہ ثابت ہو جیسے سجدہ۔ زیادات امام عتابی پھر جامع الرموز پھر ردالمحتار جلد ۵- ص ۴۷۹ میں ہے:

ان المطلق یجری علی اطلاقه الااذا اقام دلیل التقیید نصاً او دلالة فاحفظه فانه للفقیه ضروری۔ مگر یہ ہے کہ اشقیاء کے نزدیک تعظیم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً شرک وظلم ہے شریعت نے برخلاف قیاس بعض مواضع میں خدا جانے کس ضرورت سے ناچاری کو مقرر کر دی ہے' لہٰذا مورد پر مقتصر رہے گی۔ باقی اسی اصل حکم پر شرک وبدعت وحرام ٹھہرے گی۔ فلہٰذا جہاں جہاں وارد ہوئی' خدا کا دہرا سر پر قہر درویش برجان درویش ماننی پڑی وہ بھی فقط ظاہراً نہ دل سے۔ جیسے التحیات میں رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم کو غائبانہ ندا کرنے کا شریعت نے حکم دیا۔ خدا جانے شریعت کو کیا ہو گیا تھا کہ عین نماز میں یہ غیر خدا کی تعظیم اور اس پر دور ونزدیک سے پکارنا رکھ دیا۔ گ خیر قہراً اجبراً التحیات کے لفظ تو پڑھ لو مگر انشائے معنی کا ارادہ نہ کرنا۔ وہ دیکھو امام الطائفہ اسماعیل دہلوی ''صراط مستقیم'' میں حکم لگا رہے ہیں کہ ''صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر ست از استغراق درخیال گاؤ خر خود است۔'' آخر الکلمة الملعونة لعن اللہ قائلها و قابلها۔ ولہٰذا وہابیہ تصریح کرتے ہیں کہ تشہد میں السلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته سے حکایت لفظ کا ارادہ کرے قصد معنے نہ کرے۔ تصریح کرتے ہیں کہ دور سے یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان' ایمان کی جان ہے اور علی الاطلاق مطلوب شرع تو جو کچھ بھی جس وقت بھی جس جگہ بھی تعظیم

Marfat.com

اقدس کے لیے بجالائے۔ خواہ وہ بعینہٖ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز ومندوب ومستحب ومرغوب ومطلوب وپسندیدہ وخوب ہے۔ جب تک اس خاص سے نہی نہ آئی ہو، جب تک اس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو وہ سب اس اطلاق ارشاد الٰہی **وتعزروہ وتوقروہ** میں داخل اور امتثال حکم الٰہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے۔ ولہٰذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب تعظیم حبیب رب العلمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے، اسی قدر زیادہ خوب ہے۔ فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق ومنسلک متوسط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے: **کل ما کان ادخل من الادب والاجلال کان حسنا** ۔امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں: **تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی ایس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم۔**

تو مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے، ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع پر افترا کرتا یا تام واکرام سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز واستماع قرآن مجید واستماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے امثال مواضع لزوم کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم ومحبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہو جیسا کہ بعض محبان سرکار سے مشہور ہے۔ بہر حال محبوب ومحمود ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

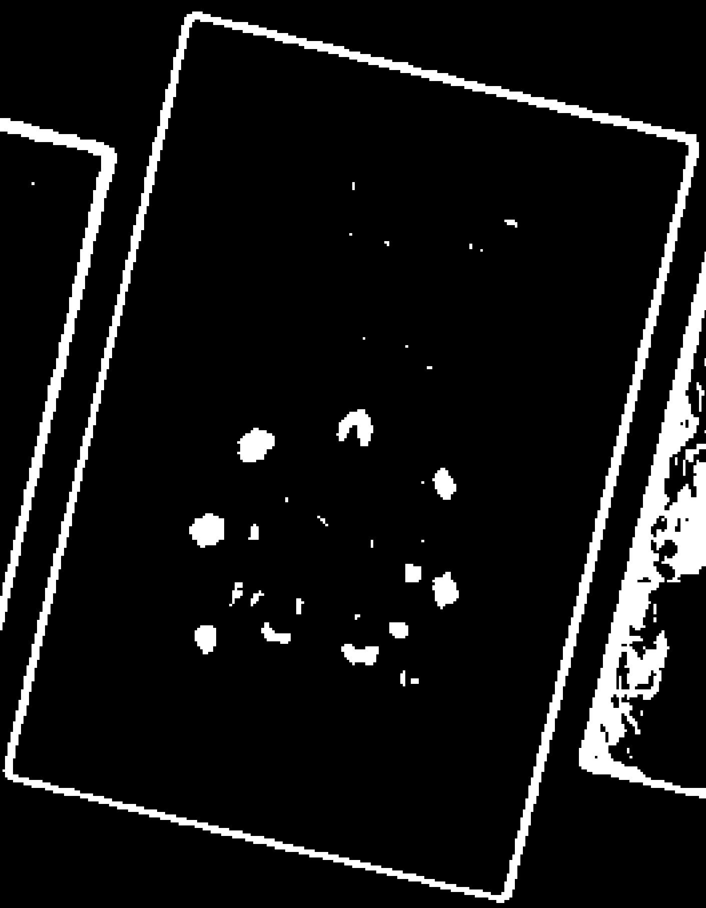

ناشر
اکبر بک سیلرز

Marfat.com